

سوم ایڈیشن
جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ

اذان و اقامت کے فضائل و مسائل

غنیۃ

کلماتِ اذان میں مد کی تحقیق

ابوالحسن اعظمی
خادم التوحید و الاستیارة دارالعلوم دیوبند

زیر سرپرستی: یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

2074: پوسٹ بک نمبر
54000: پوسٹ کوڈ نمبر
لاہور - پوسٹ کوڈ نمبر: 54000
زیر سرپرستی: یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ
جانب مسجد قدسیہ بالمقابل چوکی گھر
فون: 042-6373310
ٹیکس: 042-6370371



ناشر انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ)
فیضان آباد ○ باغبان پورہ ○ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920

042-6861584 042-655 1774 54920

کشت دنیا تو کر ہو س کم رکھ

اس پہ تو دین کو مفت دم رکھ

دینے لگتا ہے پھر دھواں بہ چراغ

اک فرا اس کی لو کو دم رکھ

مجدد رب العالمین

اذان و اقامت کے فضائل و مسائل

مع ضمیمہ

کلمات اذان میں مد کی تحقیق

مرتب،

ابوالحسن اعظمی

خادم التعمید و الاستشارة دارالعلوم دیوبند

ناشر، انجمن احیاء السنۃ (رجسٹرڈ) نفیر آباد، باغبانپورہ لاہور۔ پوسٹ کد، ۵۴۹۲۰



نام کتاب: _____ اذان و اقامت کے فضائل و مسائل مع ضخیمہ
 مُصنّف: _____ قاری ابوالحسن اعظمی صاحب
 خادم التجوید و القرآۃ و العلوم دیوبند
 ناشر: _____ انجمن احیاء السنۃ، نفیر آباد، باغبانپورہ، لاہور
 طباعت سوم: _____ جمادی الثانی ۱۴۲۳ھ



لٹریچر کی ترسیل بذریعہ ڈاک صرف ان پتوں سے ہوتی ہے۔

یادگار خانقاہ امدادیہ شرفیہ

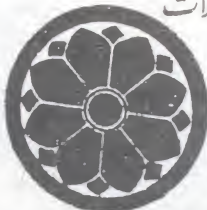
بالمقابل چڑیا گھر۔ شاہراہ قائد اعظم۔ لاہور۔ پوسٹ بک نمبر: 54000
 پوسٹ بک نمبر 2074 فیکس: 042-6370371 فون: 042-6373310
 E-mail: khanqahlhr@hotmail.com

انجمن احیاء السنۃ (جہڑ) ۳ نفیر آباد، باغبانپورہ لاہور پوسٹ کوڈ: 54920
 042-6861584 - 6551774 فون:

ڈاکٹر عابد الحقیم ← خلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت اقدس
 مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب برکاتہم اشاعت
 راجپوت 32 بلاک نفیر آباد، باغبانپورہ لاہور فون: 042-6861584-042-6551774
 Mobile: 0300-9489624 E-mail: dramuqueem@yahoo.com

فہرست عنوانات

۲۳	ایک شکل اور اس کا جواب	۲۲	۴	۱	پیش لفظ
۲۳	سابق شیخ القراء جامعہ اہل مفر	۲۳	۵	۲	اذان و اقامت
۲۴	علامہ مرعشیؒ	۲۴	۵	۳	ارشاد الہی، اذان کے معنی
۲۴	حضرت ملا علی قاریؒ	۲۵	۵	۴	اذان کا حکم، اذان کی مشروعیت { کب اور کیسے؟ }
۲۵	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	۲۶		۵	اذان کی فضیلت
۲۵	رد المحتار المعروف بالتامی	۲۷	۶	۶	شرائط اذان، مؤذن کے شرائط
۲۶	ذخیرہ	۲۸	۷	۷	اذان کی سنتیں و مستحبات
۲۶	حفیہ کے ترجمان علامہ ابن الہمامؒ	۲۹	۷	۸	اذان کا جواب دینا
۲۷	فتاویٰ عالمگیری المعروف بہ فتاویٰ ہندۃ	۳۰	۸	۹	اذان میں راگ پیدا کرنا
۲۷	التعلیق الصبیح	۳۱	۹	۱۰	ارشاد و رسالت
۲۹	دور جدید کے عربی عالم	۳۱	۹	۱۱	اقامت کے احکام
۳۰	مولانا عاشق الہی صاحب بلند شہری مظاہر	۳۲	۹	۱۲	اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں
۳۰	کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ	۳۳	۱۰	۱۳	اقامت کی سنتیں
۳۲	حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب الینوری مظاہر	۳۴	۱۰	۱۴	اذان و اقامت کا درمیانی وقفہ
۳۳	دارالعلوم دیوبند کے مفتی صاحب مظاہر	۳۵	۱۱	۱۵	ضمیمہ - کلمات اذان میں مد کی تحقیق
۳۳	بتکدیش سے آیا ہوا ایک	۳۶	۱۱	۱۶	متبرک کلمات
۳۳	استفصار اور اس کا جواب	۳۷	۱۳	۱۷	تقریظ
۳۶	حضرت مولانا محمد حنیف صاحب مظاہر جوہری	۳۸	۱۵	۱۸	عرض مرتب
۳۹	خلاصہ	۳۹	۱۶	۱۹	کلمات اذان
۴۰	تائیدات	۴۰	۱۹	۲۰	معروضات، تحقیقات
			۲۱	۲۱	اسباب مد





افضل العبادۃ نماز کی اہمیت اور عظمت تو ظاہر ہے، لیکن اسی کے ساتھ اس اہم ترین عبادت کا دیباچہ یعنی (اذان) بھی کچھ کم اہمیت کا حامل نہیں ہے، اذان کی بھی بڑی فضیلت ہے۔ کسی بھی عبادت کے فضائل کا جب تک علم اور اس سے مکمل واقفیت نہ ہو تو اس کی حقیقی عظمت کا احساس نہیں ہوتا۔

فضائل کے ساتھ اسکے متعلق مسائل بھی ہیں چنانچہ اس کے مسائل نے بھی واقفیت نہایت ضروری ہے، فقہاء کرام نے امام ہی کی طرح مؤذن کے اوصاف بھی ذکر کئے ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ مؤذن کیلئے بھی عالم (اور متقی) ہونا بہتر ہے تاکہ اذان صحیح طریقہ پر سنت کے مطابق دی جا سکے اور اس کے صحیح نتائج و اثرات مرتب ہوں۔

اذان و اقامت کے احکام و مسائل سے ناواقفیت کی بنا پر گونا گوں قسم کی غلطیاں واقع ہوتی ہیں جس سے نہ صرف یہ کہ نیکی اور ثواب سے محرومی ہوتی ہے، بلکہ نقصان واقع ہوتا ہے۔ آئندہ صفحات میں اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے اذان و اقامت کے فضائل اور احکام و مسائل احادیث کی روشنی میں پیش کئے گئے ہیں، ساتھ ہی کلمات اذان میں بے موقع اور بے محل بیجا کھینچ تان اور افراط و تفریط سے متعلق رسالہ کلمات اذان میں مد کی تحقیق کو بھی اتنا ملاحظہ فرمائیے کہ غصہ نہ یاد آئے گا۔ اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں عزیزان گرامی قدردار مولوی مفتی عزمل حسین مظفر ٹکری اور مولوی مفتی ابو جندل مظفر ٹکری سلمہا کی کاوشیں صفحہ بہ صفحہ شریک ہیں، راقم ان کا یہ مصمم قلب ممنون ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اسے محض اپنے لطف و کرم سے مقبولیت عطا فرمائے، اسے پڑھ کر اذان و اقامت کی اہمیت و عظمت پیدا ہو، اس کے مطابق عمل کی توفیق ہو۔ اور راقم الحروف کیلئے نادر آخرت ہو، آمین۔

☆ ابوالحسن اعظمی ☆ ☆ ☆

خادم التجوید والقراءة دارالعلوم دیوبند

۱۴ شوال ۱۴۱۳ھ



ارشاد الہی ہے **اِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوا هَاهُنَا ذِكْرًا لِّذَلِكَ بَأْنَهُمْ**
قَوْمٌ لَا يَعْطِلُونَ ط مائدہ ۵۸

ترجمہ :- اور جب تم نماز کے لئے اذان کے ذریعہ اعلان کرتے ہو تو وہ لوگ تمہاری
 اس عبادت کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں۔ اور یہ (حرکت) اس وجہ سے ہے
 کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے (بیان القرآن ۳۲ پ)۔

اذان کے معنی اصطلاح شرع میں اذان کہتے ہیں اوقات مخصوصہ میں الفاظ مخصوصہ
 کے ذریعہ نماز کے لئے پکارنا نماز کا وقت آجانیکا اعلان کرنا۔ (الدائمہ علی الشامی ص ۱۲۷)
 (مطبوعہ کوئٹہ) (البحر الرائق ص ۱۲۷)

اذان کا حکم اسوائے نماز جمعہ کے ہر فرض نماز کے وقت ایک بار اذان دینا مردوں
 پر سنت مؤکدہ ہے مسافر ہو یا مقیم۔ جماعت کی نماز ہو یا تنہا، ادا ہو یا قضا۔ جنازہ
 عیدین، سورج گرہن، استسقاء، تراویح کے لئے اذان دینا ثابت نہیں۔ شامی
 ص ۲۸۳ و ص ۲۸۴ طحطاوی البحر الرائق ص ۲۵۵ و ص ۲۵۶ مطبوعہ کوئٹہ پاکستان

نماز جمعہ کے لئے دوبارہ اذان دینا ضروری ہے۔ ایک اور نمازوں کی طرح
 شروع میں۔ دوسرے بوقت خطبہ جب امام ممبر پر آجائے۔ شامی ص ۱۲۷ مطبوعہ کوئٹہ،

اذان کی مشروعیت جب پیغمبر علیہ السلام ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے
 کب اور کیسے؟ تو اس وقت ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسا طریقہ ہونا

چاہیئے جس سے نماز کے وقت اور جماعت کے قیام کی اطلاع دی جاسکے چنانچہ
 بعض لوگوں نے ناقوس (سنگھ) بجانے کا مشورہ دیا۔ کسی نے کہا بگل بجایا جائے۔
 کسی نے آگ جلانے کا مشورہ دیا۔ تو کسی نے ڈھول بجانے کا پیغمبر علیہ السلام

نے بالترتیب ان چاروں طریقوں کو نصاریٰ، یہود، مجوسیوں اور رومیوں کے طریق کی مشابہت کے باعث ناپسند فرمایا۔ کسی نے جھنڈا نصب کئے جانے کا مشورہ دیا اسے بھی آپ نے اچھا نہ سمجھا۔ غرض یہ کہ کسی ایک بات پر اتفاق نہ ہو سکا اور پیغمبر علیہ السلام اور حضرات صحابہؓ فکر مندی کے ساتھ اٹھ کر چلے گئے۔ ان فکر مند صحابہؓ میں سے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن زید ابن عبدالرحمنؓ بھی تھے آپ نے اس فکر میں رات گزاری۔ رات میں ایک فرشتے کو خواب میں دیکھا جس نے انھیں اذان اور اقامت سکھائی۔ آپ نے پیغمبر علیہ السلام کو خواب بتایا آپ نے فرمایا یہ خواب سچا ہے، ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی وحی کے ذریعہ اس خواب کی مطابقت ہوئی۔ آپ نے عبداللہ بن زید بن عبدالرحمنؓ کو حکم دیا کہ اٹھو اور بلالؓ کو اپنے ساتھ لے کر اذان دو۔ بلالؓ تمہارے بتائے ہوئے کلمات کو زور زور سے بطور اذان کہتے رہیں۔ کیونکہ بلالؓ کی آواز تمہاری آواز سے بلند ہے۔

یہی مطلب ہے اس حدیث کا جسے ابو داؤد (ک) وغیرہ نے روایت کیا ہے بخاری شریف میں مذکورہ حدیث اختصار کے ساتھ اس طرح ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرُوا النَّادِ وَالنَّاقُوسَ فَذَكَرُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى فَأَمَرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُؤْتِيَ الْقَامَةَ۔ (بخاری شریف (م ۱)

ترجمہ :- حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے آگ اور ناقوس کا ذکر کیا تو کچھ لوگوں نے یہود و نصاریٰ کا ذکر اٹھا دیا اور کہا کہ ان دونوں صورتوں میں غیر مسلموں کی مشابہت لازم آئے گی، بالآخر حضرت بلالؓ کو حکم ہوا کہ اذان کے کلمات جفت کہیں اور اقامت کے کلمات میں اتیار کریں۔

اذان کی فضیلت | اذان اور مؤذن کے فضائل بہت منقول ہیں۔ ارشاد پر سات ہے :-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي الْبُتْدِ

وَالصَّغِيرُ الْأَوَّلُ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ إِلَّا أَنْ يَسْتَهْمُوا عَلَيْهِمْ (بخاری شریف ص ۱۷)

ترجمہ: یعنی اگر لوگ اذان اور صفِ اول کی اہمیت کو جانتے اور پھر بغیر قرعہ اندازی کے حاصل نہ ہوتی تو اس کے لئے قرعہ اندازی..... ضرور کرتے۔ يَقُولُ الْمُؤَذِّنُونَ اطُّوْلُ النَّاسِ اعْنَا قَاكُومَ الْقِيَمَةِ (رواہ مسلم عَنْ معاوية ص ۱۶)

ترجمہ: پیغمبر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ اذان دینے والوں کی گردنیں قیامت میں سب سے زیادہ اونچی ہوں گی۔ یعنی قیامت کے دن مؤذنین بہت زیادہ اعمالِ خیر کے ساتھ پیش ہوں گے اور جنابِ باری میں ان کو بہت زیادہ قرب و عزت کا مقام حاصل ہوگا۔

تنبیہ: واضح ہو کہ اذان کے کلمات مجزوم اور ساکن ہیں وصل کرتے ہوئے اعراب نہ ظاہر کئے جائیں یہی حکم تکبیر کا بھی ہے۔ (شامی ص ۲۸ کوٹہ ج ۱) کنز العمال ج ۸ ص ۱۵

شرائط اذان | اذان درست ہونے کی چند شرطیں ہیں (۱) اذان کے الفاظ وقف طویلہ کے بغیر کیے بعد دیگرے ادا کئے جائیں (عالمگیری ص ۱۵ ج ۱) (۲) اذان عربی الفاظ میں ہو (رد المحتار المعروف بالشامی ص ۲۹ ج ۱ کوٹہ) (عالمگیری ص ۱۵ ج ۱) (۳) اذان نماز کا وقت آنے پر ہونی چاہیے۔ اگر وقت سے پہلے اذان دی گئی تو صحیح نہ ہوگی۔ (شامی ص ۲۸ ج ۱) (عالمگیری ص ۱۵ ج ۱) کوٹہ) (۴) اذان کے الفاظ صحیح ترتیب سے ادا کئے جائیں خلاف ترتیب اذان دئے جانے پر اذان مکروہ ہوگی۔ (عالمگیری ص ۱۵ ج ۱)

مؤذن کے شرائط | مؤذن کے لئے لازم ہے کہ وہ دین دار ہو۔ مسائل سے واقف او ذی ہوش ہو نماز کے وقت سے باخبر ہو جنہیں یہ شرائط نہ ہوں انکا اذان دینا مکروہ ہے جیسا کہ کسی جنبی یا بدکار کا اذان دینا۔ (شامی ص ۲۸ و ۲۹ ج ۱) (عالمگیری ص ۱۵ ج ۱) کوٹہ)

اذان کی سہ نسبتیں مستحب | اذان کی ستیں اور مستحبات یہ ہیں کہ مؤذن دونوں

ناپاکیوں سے پاک ہو (الحجرات ۱۶۳) اس کی آواز دلپسند اور بلند ہو۔ اذان بلند جگہ سے دی جائے۔ (مالگیری ۵۵ ج ۲۸ شامی ۲۸۵ ج ۱ کوٹہ) اگر سواری پر ہو تو پھر قبلہ نہ ہونا خلاف سنت نہیں ہے۔ (شامی ۱۶۳ ج ۱) قضا نماز کے لئے بلند آواز سے اذان دینا سنت ہے۔ اگر بہت سی قضا نمازوں کو اکٹھا پڑھنا ہو تو پھر ان میں سے پہلی ہی نماز کے لئے اذان دینی چاہئے۔ (شامی ۲۸۵ ج ۱ کوٹہ)

اذان کے مستحبات میں سے یہ ہے کہ حتیٰ علی الصلوٰۃ کہتے وقت دائیں جانب اور حتیٰ علی الفلاح کہتے وقت بائیں جانب چہرے اور گردن کو موڑا جائے ہینہ او قدم نہ مڑے۔ اذان دیتے وقت کانوں کے سوراخوں کو بند کرنا مستحب ہے۔ (شامی ۲۸۵ ج ۱) اذان کا جواب دینا اس شخص کے لئے جو اذان سن رہا ہو اور مسجد کے اندر موجود ہو اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔ اور اگر مسجد سے باہر ہو تو اس کے لئے اجابت بالقدم (مسجد کی طرف چلنا) ضروری ہے اور باللسان (زبان سے) مستحب ہے لیکن اگر کوئی مجبوری ہو تو زبان سے جواب دینا ہی کافی ہے۔ خواہ سننے والا جنبی ہو یا البتہ حیض و نفاس والی عورت کے لئے جواب دینے کا حکم نہیں) سننے والا جواباً وہی الفاظ کہے جو مؤذن کہتا ہے۔ سوائے حتیٰ علی الصلوٰۃ اور حتیٰ علی الفلاح کے کہ ان کے جواب میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنا چاہئے۔ اور فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں صدقت و برزت کہنا چاہئے۔ (شامی ۲۹۵ و ۲۹۶ ج ۱ کوٹہ)

واضح ہو کہ جواب انھیں اذانوں کا دیا جائے گا جو شرعاً اذان کا حکم رکھتی ہیں (یعنی ۲۹۱ ج ۱) بحالت نماز مؤذن کی اذان کا جواب دینے سے نماز باطل ہو جائے گی۔ خواہ وہ ارادہ کے ساتھ ہو یا سہوا ہو۔ (شامی ۲۴۳ ج ۱)

علوم شرعیہ کے معلم اور متعلم کے لئے دور ان تعلیم جواب اذان کا حکم نہیں ہے

لیکن تلاوت قرآن کی حالت میں جواب اذان کا حکم دیا گیا ہے۔ کھانا کھاتے وقت جواب کا مطالبہ نہیں ہے۔ اذان ختم کرنے کے بعد درود بھیجنا اور یہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔ اَللّٰهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اَنْتَ مُحَمَّدًا اَوْسَيْلُهُ وَالْفَضِيْلَةُ اَبْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودًا اِلٰى الَّذِي وَعَدْتَهُ۔ (سنت یا مستحب کے خلاف ہونے کو مکروہ کہتے ہیں) شامی ص ۲۹ و ص ۲۹ ج ۱ (کوٹہ)

اذان میں راگ پیدا کرنا اذان میں راگ اور لے پیدا کرنا جیسا کہ اس زمانے میں عام طور سے ہو رہا ہے کوئی شرعاً مقرر کردہ بات نہیں ہے۔ کیونکہ اذان عبات ہے اس سے غرض خشوع ہے۔۔۔۔۔ جفیفہ کے نزدیک غنا کی کیفیت اگرچہ اچھی بات ہے اس لئے کہ تحسین صوت مطلوب ہے۔ لیکن اس طرح نہیں کہ حرف یا حرکت کی زیادتی سے الفاظ کچھ کے کچھ ہو جائیں، ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ سننا بھی جائز نہیں۔ (شامی ص ۲۸ ج ۱ و عالمگیری ص ۵۵ ج ۱ کوٹہ) تفصیل آگے نیم میں دیکھئے۔

ارشاد رسالت ہے اَعْنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اَنْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَذَّنَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً وَجَبَتْ لَهُ النِّجَّةُ وَكُتِبَتْ لَهُ بِتَأْخِيْنِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ سِتُّونَ حَسَنَةً وَكُلُّ اَهْلَامَةٍ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً۔ (ابن ماجہ ص ۵)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے بارہ برس اذان دی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی اور مؤذن کے لئے اس اذان کے باعث ہر روز (یعنی اذان کے بدلہ) ساٹھ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور ہر اقامت (تکبیر) کے بدلے تیس نیکیاں۔

اقامت کا ثواب اُدھا شاید اس لئے فرمایا گیا ہے کہ تکبیر صرف حاضرین کی اطلاع کے لئے کہی جاتی ہے اور اذان حاضرین اور غائبین دونوں کے لئے ہے۔ یا یہ کہ اذان میں مشقت زیادہ ہے اور اقامت میں کم۔

اقامت کے احکام | اقامت مثل اذان کے ہے سوار اس کے کہ اقامت عرفاً نماز سے متصل ہوتی ہے لہذا اگر تکبیر کے بعد امام زیادہ گفتگو یا عمل کثیر مثلاً کھانا پانی کر فاصلہ زیادہ کر دے تو تکبیر کو دہرایا جائے گا۔ (شامی ص ۲۹۴ و ۲۹۵ ج ۱ کوٹہ)

اقامت کی وقت مقتدی کب کھڑے ہوں | مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے **يَقُولُ اُقِمَّتِ الصَّلَاةُ فَقُنَّا عَدَلْنَا الصُّفُوفَ قَبْلَ اَنْ يَخْرُجَ اِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** الخ (ج ۱ ص ۲۳)

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نماز کھڑی ہو جاتی تو ہم حضورؐ کی تشریف آوری سے قبل ہی کھڑے ہو کر صفیں سیدھی کرتے تھے۔

دوسری روایت بھی حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے: **رَأَى الصَّلَاةَ كَأَنَّهُ تَقَامَرُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْخُذُ النَّاسُ مَصَافَهُمْ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامَهُ** (ایضاً)

یعنی جب نماز کے لئے اقامت ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصطفیٰ پر تشریف لیجانے سے پہلے لوگ اپنی اپنی صفیں سیدھی کرنی شروع کرتے تھے۔ فقہار کی یہ عبارت کہ ”جب مکیحی علی الفلاح کہے تب مقتدی کو کھڑا ہونا چاہیے“ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شروع میں کسی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے تو اسکے بعد بیٹھنا نہ چاہیئے۔

اقامت کی سنتیں | چند باتوں کے سوار اقامت کی وہی سنتیں ہیں جو اذان میں بیان ہوئیں۔ ان چند باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ جملے ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا۔ مستحب نہیں ہے بلکہ جلدی کرنا مستحب ہے۔ لیکن اگر ٹھہر ٹھہر کر ادا کئے جائیں تو جائز ہے۔ اسی طرح بوقت اقامت کالوں میں انگلیوں کا رکھنا جائز تو ہے مگر سنت نہیں ہے۔ اقامت میں حتیٰ علی الفلاح کے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ (شامی ص ۲۸۶ ج ۱ و عالمگیری ص ۵۵ و ص ۵۶ ج ۱)

اذان و اقامت کا درمیانی وقفہ | مؤذن کے لئے سنت یہ ہے کہ اذان و اقامت

کے درمیان افضل وقت کا دھیان رکھتے ہوئے اتنا ٹھہرے کہ مسجد میں پابندی سے آنے والے نمازیں آجائیں۔ سوائے مغرب کے، اس وقت میں تین چھوٹی آیتوں کی تلاوت کے بقدر وقفہ کرے۔ (عالمگیری ص ۵۵ و ۵۶ شامی ص ۲۹ مطبوعہ کوٹہ)

تکبیر مؤذن کا حق ہے چاہیے کہ مؤذن تکبیر پڑھے۔ لیکن اگر مؤذن کی اجازت سے کسی دوسرے شخص نے تکبیر پڑھ دی تو جائز ہے۔ شامی ص ۲۹ (کوٹہ، البحر الرائق ص ۲۹)

فی الترمذی: عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصَّدَائِي قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَعِدَّنَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ أَذْنًا فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ يَقِيمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخَا صَدَاءٍ قَدْ أَذَنَ وَمَنْ أَذَنَ فَمَوْحِيهِمْ (ترمذی ص ۲۹ مطبوعہ مختار ایڈیشن)

ترجمہ:- حضرت زیاد بن حارثؓ سے مروی ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے لئے اذان پڑھینکا حکم دیا تو میں نے اذان پڑھ دی پھر اقامت کے وقت حضرت بلالؓ نے تکبیر کہنے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا صداء بھائی (زیاد بن حارث صدائی) نے اذان دی ہے اور جو اذان دے وہی اقامت

کہے۔ قَالَ الْعَلَامَةُ يَوْسُفُ الْبُنُورِيُّ فِي مَعَارِفِ السُّنَنِ فِي كُتُبِ فَحَقَّهَا سُنَّا إِنَّ الْأَوَّلَى أَنْ يَقِيمَ مَنْ أَذَنَ وَإِنْ أَقَامَ غَيْرُهُ فَجَازَ أَنْ لَمْ يَأْذِنْ بِذَلِكَ الْمُؤَذِّنُ (ملک ص ۲۹)

ترجمہ:- ہمارے فقہار کی کتابوں میں یہ (مسئلہ) ہے کہ اولیٰ یہی بات ہے کہ مؤذن ہی اقامت کہے لیکن اگر غیر مؤذن تکبیر کہدے تو بھی جائز ہے بشرطیکہ مؤذن کو اس سے تکلیف نہ ہو۔

وَلِلَّهِ الشُّكْرُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ





کلماتِ اذان میں مد کی تحقیق





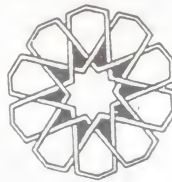
مستبرک کلمات

مکرمی جناب قاری ابوالحسن صاحب زید لطفہ السامی
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 اکابر کی تحریرات گرامی کے بعد اس ناکارہ کی تقریظ کی حاجت نہ تھی،
 مگر آپ کی خواہش کی تکمیل کے لئے سطور ذیل مسطور ہیں۔
 اذان کے سلسلہ میں مرتب کردہ رسالہ دیکھا، ماشاء اللہ تعالیٰ خوب
 تحقیق کی ہے، جزاک اللہ تعالیٰ جی خوش ہوا، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماویں
 اور لوگوں کو نفع اٹھانے کی توفیق بخشیں۔



والسلام

(حضرت مولانا سید) ابرار الحق (صاحب دامت برکاتہم)
 عشرہ جمادی الثانی





الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى! امجد
 قاری ابوالحسن صاحب زید مجدہم، لوح و قلم کے سلسلے میں قابل رشک اور توفیق
 یافتہ انسان ہیں، فنِ تجوید کی انھوں نے قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔
 کلماتِ اذان میں مد کا مسئلہ بھی فقہ سے زیادہ تجوید سے متعلق ہے، اللہ عزوجل
 خیر عطا فرمائے ہمارے اکابر میں حضرت مولانا ابراہیم صاحب دامت برکاتہم نے اس غلطی
 کی اصلاح کیلئے بڑی جدوجہد فرمائی ہے اور فرماتے رہتے ہیں، حضرت مولانا دامت
 برکاتہم کے موقف کو مدلل طور پر ثبات کرنے کے لئے محترم قاری صاحب زید مجدہم نے
 قلم اٹھایا ہے اور وہ اپنے مقصد میں پوری طرح کامیاب ہیں۔

دعا رہے کہ پروردگارِ عالم اس مقالہ کو اصلاح کا ذریعہ بنائے اور اپنی بارگاہ میں
 حسن قبول کی دولت سے نوازے، آمین ☆ ☆ ☆

ریاست علی غفر!



عرض مرتب



ارکان اربعہ میں نماز کی اہمیت ظاہر و باہر ہے ————— اذان
 اسی اہم عبادت کا دیباچہ ہے، شعار ہے، اذان کی فضیلت و اہمیت بھی
 احادیث سے معلوم ہے۔
 شریعت کے ہر رکن اور عمل کی انجام دہی کے طریقے بھی قرآن و سنت
 سے، آثار صحابہؓ سے منقول ہیں۔ اسی طرح ائمہ مجتہدین اور فقہاء کرام نے
 واضح طور پر بتائے ہیں۔
 کوئی بھی عمل ہو جب تک صحیح طریق پر سنت کے مطابق نہ ہوگا،
 دین نہ ہوگا۔

اذان شعار اسلام ہے، تو یہ کیوں کر ممکن ہوگا کہ اس کا صحیح طریقہ نہ
 بتایا گیا ہو، کیا اس کے بارے میں بالکل آزادی، کھلی چھوٹ اور من مانی
 کی اجازت ہوگی؟

ائمہ کرام اور ارباب علم و فن نے باقاعدہ طور پر اس کے ضوابط
 اور اصول مقرر فرمائے ہیں، ان ضوابط اور قیود کی پوری پابندی کرتے
 ہوئے اس عظیم عمل کی بجاآوری صحیح قرار دی جائے گی۔ حدود و قیود سے

متجاوز ہو کر کلمات اور حروفِ اذان میں محض لوگوں کو خوش کرنے کے لئے بجا کھینچ تان کو بہر حال ممنوع قرار دیا جائے گا، اس پر نیکر کجائے گی۔ خوش آوازی بلاشبہ مستحسن اور مطلوب ہے مگر مطلق نہیں، حدود و قیود کے ساتھ مستحسن ہے۔

قرآن کریم جسے خوش آوازی سے پڑھنے کے سلسلے میں پیغمبر علیہ السلام نے مستقل ترغیب دی ہے مگر یہی خوش آوازی اگر حدود سے نکل کر بحدِ لغو و رآگ تَطْرِیب تک پہنچ جائے تو بہر حال ممنوع بھی ہے، پڑھنا اور سننا بھی۔ اذان میں بے شک اعلان و اجہار مقصود ہے۔ اس سے کسے انکار ہے مگر یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ اس اعلان و اجہار کو غلط طور پر حروف کی کھینچ تان سے جوڑ دیا گیا ہے، اعلان اور آواز کی بلندی و دور تک پہنچنا اس کا تعلق سینے کی طاقت اور انسان کے پیچھے پڑنے کی قوت سے ہے، ایک کمزور انسان کتنا ہی کھینچ تان کرے اسکی آواز میڈن (اذن گاہ) سے باہر بھی نہ جاسکے گی۔

دین کا کوئی جز ہو، شریعت کا کوئی بھی عمل ہو، جب وہ اپنے حقیقی منہج اور صحیح طریق سے پٹنے لگے تو حضراتِ علماء کرام کا یہ بہر حال فریضہ ہو جاتا ہے کہ اس پر نیکر کریں، اسے صحیح جگہ پر لانے کی سعی کریں، اس میں مدد اہنت، اس کی طرف سے غفلت کسی طرح مناسب نہیں۔

حضرت شیخ و مرشدی مولانا سید ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ناظم دعوۃ الحق ہر دو ان کو جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ کسی بھی امر منکر پر آپ بے قرار ہو جاتے ہیں، بغیر کسی مدد اہنت کے احسن طریق پر اسکی درستگی کا فکر فرماتے ہیں۔

امسال سوال ۴۱۳ میں حضرت والا کی دیوبند تشریف آوری ہوئی ایک

جگہ اذان ہو رہی تھی حضرت والا کو وہ اذان مسبوخ ہوئی تو اس کی جانب توجہ
دلائی، اس پر نگہ فرمائی۔ اور کلمات اذان میں بے موقع اور بیجا کچھ تان اور
افراط و تفریط کی تحقیق چاہی۔

آئندہ سطور میں اسی سے متعلق ٹوٹے پھوٹے کچھ جملہ انداز میں جو کچھ بنا پڑا
پیش کیا گیا ہے۔

۱۔ اتم الحروف کو اپنی علمی بے بضاعتی کا مکمل احساس ہے چنانچہ اس تحریر
کو متعدد حضرات اہل علم و افتاء کی خدمت میں پیش کر کے اس کی تصحیح و تصدیق
چاہی۔ ان حضرات نے پوری توجہ کے ساتھ دیکھا سنا اور جہاں کہیں تصحیح اور
اصلاح کی ضرورت ہوئی اصلاح فرمائی اور اپنی تصدیقات سے نوازا، اراقم

ان سب حضرات کا ممنون ہے۔
وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
-وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ-

بر عظمیٰ
ابو الحسن آسی

غلامِ تجوید و القراءۃ دارالمعلوم دیوبند

۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ



کلمات اذان

اللّٰهُ اَكْبَرُ . اللّٰهُ اَكْبَرُ
 اللّٰهُ سُبُّ بڑے ہیں . اللّٰهُ سُبُّ بڑے ہیں
 اللّٰهُ اَكْبَرُ . اللّٰهُ اَكْبَرُ
 اللّٰهُ سُبُّ بڑے ہیں . اللّٰهُ سُبُّ بڑے ہیں

ہمزہ (الف) اللہ اور اکبر کے شروع میں قوت اور سختی کے ساتھ لام اللہ کو ابتداء ہی خوب پڑھا جائے لام کے تلف میں مدد ملتی ہے، صرف تھرو بعد ایک الف شاء کا پیش خوب معروض اور باریک ہو، وادھ کی توجہ کر ادا کیا جائے۔ راہ کو ساکن ادا کرتے ہوئے پڑھا جائے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ
 اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ
 میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کئے جانے کے لائق نہیں ہے

شیت میں آواز منکے اندر خوب پھیل جائے لایں مد فرعی مقصود ہے ایمں چا الف تک مد جائز ہے آگے کے الف پر مد سے بالکل احراز کیا جائے۔ اللہ پر مد فرعی عارضی ہے، ایمں پہلے الف تک مد جائز ہے اس سے زائد سے احراز کرنا چاہیے۔

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
 اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
 میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں

اَنَّ کے نوں اور محمد کے ہم مشد دیں ایک الف سے زائد عن سے احراز کرنا چاہئے، رسول کی را پر ہے اللہ کا حکم گذرا

حَيِّ عَلَى الصَّلٰوةِ
 حَيِّ عَلَى الصَّلٰوةِ
 آؤ نماز کی طرف

حق کی تشدید ادا کرتے ہوئے تقریباً دو الف تک تاخیر کی جائے، کیا کا زبرد جلدی سے ادا کیا جائے، اس پر آواز رکھنے نہ پائے۔ صا کو خوب پڑھا جائے، الصلوة میں مد عارضی ہے۔ حکم گذرا

تحتی اور مد عارضی کا حکم گذرا

حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ

حَتَّى عَلَى الْفَلَاحِ

اَوْ کامیابی کی طرف

اذان فجر میں اضافہ

الصَّلَاةُ کے الف کے بعد لام میں صرف

الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ

مد طبعی ہے
اس میں الف کو بڑھانے سے احتراز لازم ہے
النَّوْمُ میں مد لیں عارضی ہے اس میں قصر بہتر ہے، مد
کرنا بھی جائز ہے جس کی آخری حد پانچ الف ہے۔

الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ

نماز نیند سے بہتر ہے

اس کا حکم گذرا

اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ

اللہ سب سے بڑے ہیں ، اللہ سب سے بڑے ہیں

حکم گذرا

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کئے جانے کے
لاائق نہیں ہے۔



کلمات اذان میں لفظ اللہ (وصلًا) اور اذان فجر میں لفظ الصلوة میں الف پر مد اصلی اور مد فرعی میں فرق کے بغیر مد کیا جاتا ہے، نیز اذان میں دیگر افراط و تفریط جو ہو رہی ہے اس سلسلہ میں مختصر معروضات

اذان میں مد والے کلمات کی دو نوعیت ہے ایک یہ کہ جن کلمات میں مد فرعی ہے یعنی حروف مدہ کے بعد اسباب مد (ہمزہ سکون) میں سے کوئی سبب ہے جیسا کہ لا الہ الا اللہ شہادت توحید میں اور آخر میں۔ اسی طرح شہادتین پر بصورت وقف اللہ پر مد، نیز الصلوة اور الفلاح پر وقفاً یہ سب مد فرعی ہیں (مد منفصل اور مد عارضی) دوسرے وہ کلمات جن میں مد اصلی اور مد طبعی ہے جیسے اللہ اکبر میں لام کے بعد الف اسی طرح الصلوة خیر من النہو میں الصلوة کے لام کے بعد الف واضح ہو کہ مد طبعی اور اصلی میں مقدار کشش صرف ایک الف ہے اس پر زیادتی ثابت نہیں اسی طرح مد فرعی میں اس کی مقررہ حدود کے اندر ہی مد کرنا صحیح ہے۔ چنانچہ لا الہ الا اللہ میں لا پر مد منفصل ہے جس میں توسط ہوتا ہے (بقدر دو ڈھائی چار الف علی اختلاف الاقوال) اور اللہ پر وقف کرتے ہوئے مد عارضی وقفی ہے، جس میں طول جائز ہے جس کی آخری اور انتہائی مقدار پانچ الف ہے اس سے زیادہ کا کوئی قول نہیں۔

اسباب مد جیسا کہ مد کا ایک سبب ظاہری ہوتا ہے یعنی ہمزہ و سکون کا آنا حرف مد محرق کے بعد، اسی طرح ایک سبب باطنی اور معنوی بھی ہے مثلاً نفی میں مبالغہ کرنا جیسے لا الہ الا اللہ اور لا الہ الا انت وغیرہ اس میں مد اس نیت سے کرنا کہ غیر اللہ سے بالکلیہ نفی ہو جائے اور پھر اثبات ذات الہی ہو، اہل عرب کے

کے نزدیک مد کا یہ بھی ایک قوی سبب مانا جاتا ہے۔ محقق ابن الجزری فرماتے ہیں
 وَأَمَّا السَّبَبُ الْمَعْنَوِيُّ فَهُوَ قَصْدُ الْمُبَالِغَةِ فِي النَّفْيِ وَهُوَ سَبَبٌ قَوِيٌّ مُقْصَدٌ عِنْدَ
 الْعَرَبِ وَإِنْ كَانَ أَوْضَعُ مِنَ السَّبَبِ اللَّفْظِيِّ عِنْدَ الْقُرَّاءِ وَمِنْهُ مَدُّ التَّعْظِيمِ
 نَحْوُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَهُوَ قَدْ وَصَلَ عَنْ أَصْحَابِ
 الْقَصْرِ فِي الْمُنْفَصِلِ لِهَذَا الْمَعْنَى وَيُقَالُ لَهُ أَيْضًا مَدُّ الْمُبَالِغَةِ فِي نَفْيِ الْمُهَيْبَةِ
 هُوَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَهَذَا مَعْرُوفٌ عِنْدَ الْعَرَبِ لِأَنَّهُمَا مَدُّ عِنْدَ الدُّعَاءِ وَعِنْدَ
 الْإِسْتِغَاثَةِ فِي نَفْيِ سَيِّئٍ وَيُسَمَّى مَا لَا أَصْلَ لَهُ بِهَذَا الْعِلَّةِ (ج ۳ ص ۳۴۳)

اس سلسلہ میں دو روایتیں ملتی ہیں ایک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور
 ایک حضرت انسؓ سے محقق جزری ان دونوں روایتوں کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ (حوالہ ایضاً)
 صاحب اتحافؒ فرماتے ہیں: لَكِنَّهُ لَا يَبْلُغُ الْإِسْبَاعَ بَلْ يَقْتَصِرُ فِيهِ عَلَى
 التَّوَسُّطِ لِضَعْفِ سَبَبِهِ عَنِ الْمُهَيِّزَةِ (ج ۱ ص ۱۶۸)

یعنی اس میں طول نہ ہونے پائے بلکہ صرف توسط جائز ہے کیونکہ یہ سبب
 ہمزہ کے مقابلہ میں ضعیف ہے۔

تاہم یہ مد و دجن کے اسباب معنوی ہیں بطریق شاطبیؒ اور جمہور قراء معمول بہا نہیں ہے
 از مقرئ اظہار احمد تھانوی لاہور الجواہر النقیۃ ص ۳۵

اس قسم کی عبارتوں کو دیکھ کر لوگوں نے عام طور پر کلمات اذان میں مد کرنا
 شروع کر دیا آجکل کی اذانوں میں جو بے انتہا مد کیا جاتا ہے۔ اور آوازوں میں خوب
 اتار چڑھاؤ ہوتا ہے اس کا ثبوت کہیں نہیں ملتا۔ مدت اور حرکات کو ان کے
 مقررہ حدود سے زیادہ کھینچنا جسے تمطیط اور تطویل کہتے ہیں یہ مکروہ ہے اس
 سے احتراز لازم ہے۔

علامہ ابن ابی شیبہؒ نے اپنی مشہور حدیث کی کتاب المصنف کے

اندر ایک روایت اذان میں تطریب (تغنی) کے سلسلہ کی نقل کی ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اولاً اسی حدیث کو نقل کر دیا جائے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ الْمَكِّيِّ أَنَّ مُؤَذِّنًا أَذَّنَ فَطَرَّبَ فِي أَذَانِهِ - فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ - إِذْنًا أَذَانًا سَحَاوًا لَا فَاغْنُوْنَا - (مصنف ابن ابی شیبہ ۲۳۹ ج ۱)

ترجمہ دو۔ ہم سے ابو بکر نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم سے بیان کیا وکیع نے سفیان انہوں نے عمر بن سعد بن ابی حسین المکی سے کہ ایک مؤذن نے اذان دی۔ اور اس نے اپنی اذان میں تطریب (تغنی) کی۔ تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس (مؤذن) سے فرمایا۔ سیدھی سادی اذان دو۔ ورنہ ہم سے الگ اور جدا ہو جاؤ۔

ایک اشکال اور اسکا جواب اگر کوئی شخص یہ اشکال کرے کہ اس حدیث سے تغنی کے عدم جواز پر استدلال تام نہیں کیونکہ تطریب کے حنی تحسین صوت کے بھی آتے ہیں۔

یہ اشکال اس لئے صحیح نہیں ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز بہت بڑے فقیہ اور مجددِ اَوَّل تھے۔ تو اگر وہ مؤذن صاحب اذان میں تغنی نہ کرتے تو حضرت کی اس پر نیکی کے کیا معنی ہیں۔ لہذا یہاں تطریب کے معنی وہی لحن و تغنی کے ہیں جو اذان میں درست نہیں۔ اسی لئے حضرت عمر بن عبد العزیزؓ نے اس پر نیکی فرمائی۔ (مصدقہ از حضرت مفتی نظام الدین صاحب و مولانا نعمت اللہ صاحب)

سابق شیخ القراء جامعہ ازہر مصر | قدیم اور شہرہ آفاق علمی ادارہ جامعہ ازہر مصر کے سابق شیخ القراء شیخ محمد کی نفر کی اپنے موضوع پر معتبر ترین کتاب ”نہایۃ القول المفید فی علم التجوید“ ہے۔ اس میں موصوف اس قسم کے مدوں کی تردید فرماتے ہیں۔ (مطبوعہ ۱۳۲۸ھ مصری)

وَحَدَّثَنَا مُقَدَّرُ الْإِلْفِ وَصَلَا وَوَقْفًا وَلَقِصَّةً عَنِ الْإِلْفِ حَرَامٌ شَرَعًا بَعَثَ
عَلَى فِعْلِهِ وَيَتَابُ عَلَى تَرْكِهِ فَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ أَيْمَةِ الْمُسَاجِدِ وَالْكَثَرُ الْمُؤَدِّينَ
مِنَ الزِّيَادَةِ فِي الْمَدَا طَبِيعِي عَنْ حَدِّهِ الْعُرْفِي أَيْ عُرْفِ الْقُرَاءِ - فَمِنْ أَقْبَحِ
الْبِدْعَةِ وَأَشَدِّ الْكِرَاهَةِ - لَا سِيَّمَا - وَقَدْ يَقْتَدِي بِهِمْ بَعْضُ الْجَهْلَةِ مِنَ الْقُرَاءِ
(طبع جدید المکتبۃ العلییۃ لاہور ص ۱۶)

حلالہ مرعشی صاحب جہد المقل علامہ مرعشی المعروف بساجدی زادہ اپنی کتاب
جہد المقل وشرح میں متصل و منفصل سے متعلق کلام کرتے ہوئے اسی طرح کی بحث
نقل کرتے ہیں۔ فَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْأَيْمَةِ وَالْكَثَرُ الْمُؤَدِّينَ مِنَ الزِّيَادَةِ فَمِنْ
أَقْبَحِ الْبِدْعَةِ وَأَشَدِّ الْكِرَاهَةِ - (ص ۱۵۵)
حضرت ملا علی قاری احناف میں ملا علی قاری کی شخصیت مشہور زمانہ ہے۔

متاخرین نے آپ کو حنفیہ کا مجدد مانا ہے۔ آپ اپنی مقبول ترین کتاب المنع الفکر
شرح مقدمۃ الجزریہ میں (مد لازم اور مد واجب میں قصر اور ترک مد کے غیر جائز
ہونے کے بارے میں لکھتے ہوئے) فرماتے ہیں۔

فَإِنَّهُ لَا يَجُوزُ قَصْرُ أَحَدٍ هَذَا عِنْدَ جَمِيعِ الْقُرَاءِ وَلَوْ قُرِئَ بِالْقَصْرِ يَكُونُ
لَحْنًا جَلِيلًا وَخَطَأً فَاحِشًا - مُحَالِفًا لِمَا نَبَتْ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالطَّرِيقِ الْمُسَوَّرَةِ - وَكَذَا إِذَا وَاذَ فِي الْمَدِّ الْأَصْلِيِّ وَالطَّبِيعِيِّ عَلَى مَدِّ الْعُرْفِيِّ
مِنْ قَدْرِ الْإِلْفِ بَانَ جَعَلَهُ قَدْرًا لِعَيْنٍ أَوْ لَتَرَ كَمَا يَفْعَلُهُ أَكْثَرُ الْأَيْمَةِ مِنَ
السَّافِيَةِ وَالْحَنِيفَةِ فِي الْحَرَمَيْنِ الشَّرِيفَيْنِ فَإِنَّهُ مُحَرَّمٌ قِيَمًا لَا سِيَّمَا وَقَدْ
يَقْتَدِي بِهِمْ بَعْضُ الْجَهْلَةِ وَيُسَخِّسُ مَا صَدَرَتْ عَنْهُمْ مِنَ الْقِرَاءَةِ - (ص ۵۶)
شیخ محمد کی نصیر اور ملا علی قاری کی مذکورہ دونوں عبارتوں کا قدر

مشترک ایک ہی ہے۔ جس کا جاصل یہ ہے کہ جس طرح مد لازم و مد واجب میں قصر

کسی کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اور اگر اسیں قصر کیا گیا تو لحن جلی، خطافاش، اور بغیر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریق منقول و متواتر کے خلاف ہو گا۔ اسی طرح مدِ طبعی و مدِ اصلی میں ایک الف کی مقدار سے زائد مد کرنا بھی خطاف، فاحش اور لحن جلی ہو گا۔ اکثر حضرات جو شوائع اور احناف میں سے حرمین شریفین میں ایسا کرتے ہیں تو بلاشبہ حرام و قبیح ہے۔ یہ حکم مطلق ہے نماز اور اذان دونوں کو شامل ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ | حضرت ملا علی قاریؒ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (جوان کی شہر آفاق کتاب ہے) میں ارقام فرماتے ہیں۔

وَاطْلَانُ مَدِّ اَلِفِ اللّٰهِ وَمَا بَعْدَہَا عَلٰی صَحِيْحٍ لِاَنَّهُ يَجُوْزُ قَصْرُہٗ
وَتَوْسِطُہٗ وَمَدُّہٗ لَا قَدْرَ ثَلَاثِ اَلِفَاتٍ حَالَةَ الْوُقُوفِ۔

یعنی اللہ کے الف میں مد کرنا صحیح نہیں ہے۔ اس میں صرف قصر جائز ہے،
اور توسط و مد بقدر تین الف۔ بحالت وقف ہوتا ہے۔ (باب الاذان ص ۴۱)

رد المحتار المعروف بالشامی | اس سلسلہ میں شامی میں درج ذیل عبارت ہے۔

اَلْتَّرْجِيْحُ بِالْفَقْہَانِ وَالْاَذَانُ بِالصَّوْتِ الطَّيِّبِ اِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْہِ الْحُرُوفُ
وَ اِنْ زَادَ کُرْہًا لَّہٗ۔ ص ۲

یعنی خوش آوازی سے قرآن کریم پڑھنا اور اذان دینا پسندیدہ امر ہے بشرطیکہ
اسکے اندر لحن کی وجہ سے حروف میں اضافہ نہ ہو۔ اور اگر اضافہ ہو گیا تب بدلی ہوئی تو مکروہ ہے



ذخیرہ میں یہ عبارت ہے۔

إِنْ كَانَتْ الْأَلْحَانُ لَا تُغَيِّرُ الْكَلِمَةَ عَنْ وَضْعِهَا لَا تَدْنِي إِلَى تَطْوِيلِ الْحُرُوفِ
حَصَلَ اتِّفَاقٌ بِهَا حَتَّى يَصِيرَ الْحُرُوفُ فِي كُلِّ لَحْنٍ الصَّوْتِ وَتَرْتِيبِ الْقَوَاعِدِ لَا
يُوجِبُ فسادَ الصَّلَاةِ - وَذَلِكَ مُسْتَحَبٌّ عِنْدَنَا فِي الصَّلَاةِ وَخَارِجُهَا وَإِنْ كَانَ
يُغَيِّرُ الْكَلِمَةَ عَنْ وَضْعِهَا يُفْسِدُ الصَّلَاةَ - لِأَنَّهُ مِنْهَيٌّ - وَأَنَّمَا يَجُوزُ إِدْخَالُ الْمَدِّ
فِي حُرُوفِ الْمَدِّ وَاللَّيْنِ وَالْهَوَاءِ يَتَّى وَالْمُعْتَلِّ - شامی مؔ (بیروت) باب الخطر الابه
یعنی اگر الحان سے کلمہ اپنی ہیئت سے نہ بدلے۔ اور نہ حروف میں تطویل ہو کہ
ایک حرف دو حرف بن جائیں۔ بلکہ صرف آواز کو بہتر بنانے کے لئے ہے تو مستحب ہے
اور اگر کلمہ اپنی اصل وضع سے بدل جائے۔ اور اپنے معنی سے نکل جائے تو یہ مکروہ
تحریکی ہے۔ اور مد حروف مد ولین اور معتل میں ہوتا ہے۔ (جبکہ اس کے بعد مد
کا سبب موجود ہو)

حنفیہ کے بہت بڑے ترجمان علامہ ابن الہمام | علامہ ابن الہمام حنفیہ کے مشہور
ترجمان) اپنی مشہور کتاب فتح القدر میں فرماتے ہیں۔ وَیَدْخُلُ فِي الْخِيَارِ أَيْضًا مَنْ
لَا يَلْحَنُ الْأَذَانَ لِأَنَّهُ لَا يَحِلُّ - وَتَحْسِينُ الصَّوْتِ مَطْلُوبٌ - وَلَا تَلَاؤُنَّ بَيْنَهُمَا وَ
قَدْ كَلَّ الْحُلُوفُ أَيْ بِمَا هُوَ ذَكَرٌ فَلَا بَأْسَ بِإِدْخَالِ الْمَدِّ فِي الْحَيَعَلَتَيْنِ - فَظَهَرَ
مِنْ هَذَا أَنَّ التَّلْحِينَ هُوَ خَرَجُ الْحُرُوفِ عَمَّا يَجُوزُ لَهُ فِي الْأَذَانِ - فتح القدر (بیروت)
ترجمہ :- اور نیز (بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول - لیوذن لکم خیار کم میں) خیار میں
وہ شخص بھی داخل ہے جو اذان کے اندر لحن نہ کرتا ہو۔ کیونکہ لحن (اذان کے اندر)
جائز نہیں۔ اور تحسین صوت (بہر حال) امر مطلوب ہے۔ اور ان دونوں کے اندر
کوئی تلاؤ نہیں ہے۔ اور امام طحاویؒ نے اس لحن کے عدم جواز کو ان الفاظ
کے ساتھ مفید کیا ہے جو ذکر کے قبل سے ہوں۔ لہذا حیعلتین کے اندر مد کرنے

میں کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔ بہر حال اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ تلحین، حرف کو اس کی ادائیگی کی حد جو از سے نکال دینا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری، المعروف بفتاویٰ الہمتیٰ ہندوستان کے مشہور بادشاہ اور عالم و بزرگ حضرت آؤرنگ زیب عالمگیرؒ کے زمانہ اور ان کی زیر نگرانی مرتب شدہ کتاب فتاویٰ عالمگیری میں ہے

وَيَكُونُ التَّلْحِينُ وَهُوَ التَّغْنِي بِحَيْثُ يُؤَدِّي إِلَى تَغْيِيرِ كَلِمَاتِهِ كَذَا فِي شَرْحِ الْمَجْمَعِ لِابْنِ الْمَكِّ وَتَحْسِينِ الصَّوْتِ لِلْإِذَانِ حَسَنًا مَّا لَمْ يَكُنْ لَحْنًا كَذَا فِي السَّرَاجَةِ - عالمگیری ص ۱۰۱ - (کوٹہ) بابل الاذان -

ترجمہ: اذان میں تلحین یعنی اس طرح آواز بنا کر پڑھنا جس سے کلمات اذان میں تغیر ہو جائے۔ مکروہ ہے۔ اور اذان کو اچھی آواز سے پڑھنا (بہر حال امر مستحسن ہے جب تک اس میں لحن (مذکور نہ ہو)۔

التعلیق الصبیح | حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلویؒ اپنی کتاب التعلیق الصبیح

شرح مشکوٰۃ میں باب الاذان کے تحت حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ سے منقول روایت حضرت بلالؓ کی آواز کے متعلق لکھتے ہیں۔

وَأَنَّهُ أُنْذَى صَوْتًا مِنْكَ أَوْ أَرْفَعُ صَوْتًا مِنْكَ - قَالَ الطَّبْرِيُّ يُوْخَذُ مِنْهَا اسْتِحْبَابُ كَوْنِ الْمُؤَذِّنِ رَفِيعَ الصَّوْتِ وَحَسَنَهُ - (ج ۱ - ص ۲۹۳)

یعنی علامہ طبرانی نے اس سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ مؤذن کو رفیع الصوت، بلند آواز یا اچھی آواز کا حامل ہونا چاہیے۔ مذکورہ روایت صاحب مشکوٰۃ نے ابو داؤد دہلویؒ باب بدء الاذان سے نقل کی ہے۔ جیسے بیہمبر علیہ السلام نے راوی سے حضرت بلالؓ کے بارے میں مذکورہ بالا جملہ ارشاد فرمایا۔ اور آندی صَوْتًا تَنْتَك کی تشریح سب ہی حضرات آرفَعُ صَوْتًا تَنْتَك سے کرتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تشریح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں
 ”زیرا کہ بدستی نرم تر و بلند تر و شیریں تر و بہتر است آواز سے از آواز تو“

یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ آواز حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ کی آواز سے
 عمدہ بہتر پرکشش اور بلند تھی۔ (باب الاذان ص ۳۳۳ نول کشور۔)

ابوداؤد باب رفع الصوت بالاذان کے تحت روایت میں الفاظ ہیں۔

قَالَ الْمُؤَذِّنُ يَفُوقُ لَهُ مَدَى صَوْتِهِ الْخَبْرُ مَدَى صَوْتِهِ۔ کے معنی ہیں مُنْتَمَائے آواز
 (الخطابی وابن الاثیر حاشیہ ابوداؤد شریف ص ۱۷۱)

اور ظاہر ہے کہ کلماتِ اذان دو ر تک پہنچانے کے لئے کسی مرفوع الصوت
 اور بلند بانگ آدمی ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی کے ساتھ اس کا بھی لحاظ ہو کہ
 حتی الامکان مؤذن پرکشش اور عمدہ آواز کا بھی مالک ہونا کہ آواز سن کر لوگوں کے
 قلوب کھینچیں اور لوگ متوجہ ہوں۔ لوگ آواز کی کراہت سے بدکین نہیں اور متنفر
 نہ ہوں۔ یہ کہنا کہ اذان میں اچھا اور خیر عضو دے۔ اور یہ پھر بغیر حرفوں کو زیادہ
 سے زیادہ کھینچے ممکن نہیں۔ اس لئے مد کرنا جائز ہے اور مطلوب ہے یہ عجیب بات ہے
 واضح ہو کہ آواز میں قوتِ ابلندی کا تعلق انسان کے سینے اور پھیپھڑوں
 کی مضبوطی اور قوت سے ہے جس کے سینے میں جتنی طاقت ہوگی۔ اس کی
 آواز اتنی ہی بلند ہوگی۔ کمزور اور ضعیف سینے والا انسان جس کے پھیپھڑوں
 میں قوت نہ ہو کتنی ہی دیر تک مد کرتا رہے اس کی آواز جائے اذان سے
 بھی باہر نہ جائے گی۔ حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تشریحی الفاظ پر ایک نظر پھر ڈال
 لیجئے۔ فن تجوید و قرأت کی معلوم و مشہور شخصیت المقرئ محب الدین احمد
 الہ آبادی سے اس قسم کا سوال کیا گیا تھا۔

سوال :- مؤذنین اذان میں عام طور پر لفظ اللہ پر مد کرتے ہیں اور ایسا تعامل

حرم شریف اور بڑے علمی اداروں میں بھی ہے۔ جبکہ یہ کتب فقہیہ کے دیکھنے سے پسندیدہ معلوم نہیں ہوتا کیا قرأت کی کتابوں میں اس کا تذکرہ ہے؟
 جواب :- اذانوں میں لفظ اللہ پر مذکر نا ثابت نہیں۔ ایک معمول سا ہو گیا ہے کہ بَعْرُضِ الْاَعْلَانِ اذان کے وقت لفظ اللہ میں مذکر کرتے ہیں۔ حالانکہ اسباب مدین سے کوئی بھی سبب نہیں پایا جاتا ہے۔ فقط (التبیان ص ۱۳۶)
 دور جدید کے عربی عالم | ماہر تجوید و قرأت حضرت حسینی شیخ عثمانؒ اپنی مقبول اور معبر کتاب ”حق التلاوة“ میں شیخ محمد کی نصیر المذکور کی عبارت کی تائید فرمائی ہوئے تقریباً وہی عبارت لکھتے ہیں۔ (ص ۱۵۱)
 موصوف ”تجوید الاذان والاقامة“ کے عنوان سے ایک مستقل باب قائم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

كَمَا يَتَّبِعُنِي عَلَى الْمُؤَذِّنِ اَنْ يُجَوِّدَ الْاَذَانَ وَالْاِقَامَةَ، فَيُطَبِّقُ فِي تَجْوِيدِ الْاَذَانِ مَا يُطَبِّقُ فِي تَجْوِيدِ الْقُرْآنِ سَوَاءً بِسَوَاءٍ۔

یعنی جیسا کہ مؤذن کے لئے واجب ہے کہ اذان و اقامت میں قواعد تجوید کی رعایت کرے لہذا اذان کی تجوید کو قرآن کی تجوید کے ساتھ بالکلیہ موافق اور مطابق کیا جائے (حق التلاوة ص ۱۸۹)

”فَاَكْتُوْهُمَا يَفْعُ الْمُؤَذِّنُونَ بِاللَّحْنِ فِي“ کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔
 ”وَزِيَادَةُ الْمَدِّ الْأَصْلِيِّ عَنْ حُرُوكَيْنِ فِي أَلْفٍ لَفْظُ الْجَلَالَةِ لِلَّهِ“ حِينَ صَلَّاهَا بِمَا بَعْدَهَا كَمَا زَادَهُ فِي قَوْلِهِ ”اللَّهُ أَكْبَرُ“

یعنی مؤذنین جن غلطیوں کے زیادہ مرتکب ہوتے ہیں ان میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ لفظ اللہ کو مابعد کے ساتھ وصل کرتے ہوئے اس کے الف کو دو حرکتوں سے زیادہ کر کے پڑھتے ہیں۔ جیسے اللہ اکبر کے اندر دو حرکتوں سے زیادہ

اس کے الف کو پڑھا جائے اسی طرح فجر کی اذان میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے لام کے الف میں غلطی کی جائی ہے۔ (ص ۱۹)

مصنف محترم کلمات ”اذان میں ہونے والی نوع بنوع کی غلطیوں کی نشاندہی کرنے کے بعد اخیر میں فرماتے ہیں۔

”كُلُّ هَذَا..... مِنَ الْخَطِّ الَّذِي يُنْبَغِي تَجَنُّبُهُ وَيُسَمَّعُ قَوْلُهُ وَمَحْبُوبُ انْكَارِهِ عَلَى مُرْتَكِبِهِ“

یعنی ایسی تمام غلطیوں سے اجتناب ضروری، اس کا ماننا ممنوع، اسکے مرتکب پر نیکر واجب ہے۔

اپنی عبارت پر حاشیہ لکھتے ہوئے مزید فرماتے ہیں۔

مؤذنین اور مبلغین پر واجب ہے کہ اہل ادا اور اہل علم سے اذان و اقامت کی تصحیح کریں اور صحت ادا کے لئے ان کے پاس مشق کریں۔ بالکل اسی طرح ضروری ہے اہل علم کے لئے کہ یہ حضرات ایسی غلطیوں میں جو مبتلا ہیں ان پر نیکر کریں اور انھیں متنبہ کریں (ص ۱۹)

مولانا عاشق الہی بلند شہری | موجودہ زمانہ کے معبر عالم حضرت مولانا عاشق الہی

صاحب بلند شہری مہاجر مدنی مدظلہ العالی اپنی نفیس کتاب ”التحفة المرضیہ“ فی شرح المقدمۃ الجزیریہ میں رقمطراز ہیں۔ ”بطبعی کو ایک الف سے زیادہ کہیں پنا..... غلط اور خطرناک شے ہے جیسا کہ حرین شریفین میں ایسا اکثر ائمہ کرتے ہیں۔ یہ حرام اور قبیح ہے..... جاہل لوگ ان کا اتباع کرتے ہیں۔ ان کی قرأت کو صحیح سمجھتے ہیں اس اعتبار سے انکا اس طرح پڑھنا اور زیادہ قبیح ہے“ ۱۱۶/۱۵

کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ | کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ میں

التخفی بالاذان (کتاب الصلوة) کے عنوان کے تحت عبارت یہ ہے۔

الْتَعْنَى وَالتَّرْتِمُّ فِي الْأَذَانِ بِالطَّرِيقَةِ الْمَعْرُوفَةِ عِنْدَ النَّاسِ فِي زَمَانِهِ
هَذَا لَا يَتَّخِذُهَا الشَّرْعُ لِأَنَّهُ عِبَادَةٌ يُقْصَدُ مِنْهَا الْخُشُوعُ لِلَّهِ تَعَالَى۔

یعنی اذان میں راگ اور لے کا پیدا کرنا جیسا کہ اس زمانہ میں عام طور سے
ہو رہا ہے کوئی شرع کی مقرر کردہ بات نہیں ہے۔ کیونکہ اذان عبادت ہے
اس سے غرض خشوع ہے نہ کہ راگ نکالنا۔

اس کے بعد مذاہب اربعہ کی تفصیل مذکور ہے۔

○ الشَّافِعِيَّةُ قَالُوا: الْتَعْنَى هُوَ الْإِسْقَالُ مِنْ نَعْمٍ إِلَى نَعْمٍ وَالسَّنَةُ
أَنْ يَسْتَحِقَّ الْمُؤَذِّنُ فِي أَذَانِهِ عَلَى نَعْمٍ وَاحِدٍ۔

○ الْحَنَابِلَةُ قَالُوا: الْتَعْنَى هُوَ الْإِطْرَابُ بِالْأَذَانِ وَهُوَ مَكْرُوهٌ عِنْدَهُمْ۔

○ الْحَنْفِيَّةُ قَالُوا: الْتَعْنَى بِالْأَذَانِ حَسَنٌ إِلَّا إِذَا دُيُّ إِلَى تَبْيِيرِ الْكَلِمَاتِ
بِزِيَادَةِ حَرَكَةٍ أَوْ حَرْفٍ فَإِنَّهُ يَحْرُمُ فِعْلُهُ وَلَا يَحِلُّ سَمَاعُهُ۔

○ الْمَالِكِيَّةُ قَالُوا: يَكْرَهُ التَّطَرُّبُ فِي الْأَذَانِ لِمُنَافَاةِ الْخُشُوعِ إِلَّا إِذَا
تَفَاحَشَ عُرْفًا فَإِنَّهُ يَحْرُمُ (ج ۳ ص ۳۱)

یعنی شافعیہ کہتے ہیں تعنی کے معنی راگ سے راگ نکالنے کے ہیں حالانکہ
سنت یہ ہے کہ مؤذن پوری اذان میں ایک ہی لے کو برقرار رکھے۔

حنابلہ کہتے ہیں۔ تعنی کے معنی اذان میں سُر نکالنا ہے اور یہ فعل ان کے
نزدیک بہر حال مکروہ ہے۔

حنفیہ کہتے ہیں۔ اذان میں غنا کی کیفیت اچھی بات ہے لیکن اس طرح نہیں
کہ حرف یا حرکت کی زیادتی سے الفاظ کچھ کے کچھ ہو جائیں ایسا کہ ناسخ و احرام ہے اور ایسی
اذان کا سننا بھی جائز نہیں۔

مالکیہ کہتے ہیں۔ اذان میں لے کا نکالنا مکروہ ہے کیونکہ یہ امر خشوع کے

خلاف ہے اور اگر یہ کیفیت زیادہ ہو جائے تو حرام ہے۔
حضرت مولانا سعید احمد صاحب پالپوری دامت برکاتہم | ”آداب اذان و اقامت“ کی عبارت ”اذان میں لفظ اللہ کو ایک الف سے زائد کھینچنا چاہئے“ پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔

”مگر بہت زیادہ کھینچنا درست نہیں بعض مؤذنون کو دیکھا جاتا ہے کہ جب تک سانس میں گنجائش رہتی ہے کھینچتے رہتے ہیں یہ ناجائز ہے“
”امام ابو محمد بخاری“ تبصرہ، میں لکھتے ہیں۔ ”وَلَا يَجُوزُ الْمَدُّ إِلَّا عَلَى الْإِيفِ الرَّئِیُّ بَيْنَ اللَّامِ وَالْهَاءِ وَلَا يُخْرِجُهَا بِالْمَدِّ عَنْ حَدِّ الْاِقْتِصَادِ لِلْفَوَاطِیْ“
(شرح المہذب للنووی ج ۳ ص ۲۹۷)

اور یہ واضح رہے کہ تمام مد اور ان کی مقادیر کی تفصیلات اور حد و دو قیود علم تجوید و قرأت کے ائمہ و ماہرین نے نقل و روایت کو پیش نظر رکھ کر بیان فرمادی ہیں اور انھیں کی بیان کردہ تفصیلات کے مطابق دیگر مواقع اور کھائیں مکیا جاتا ہے۔ اور خلاف کے مرتکب پر نیکر کی جاتی ہے۔ لہذا مذکورہ عبارت ”وَلَا يُخْرِجُهَا بِالْمَدِّ عَنْ حَدِّ الْاِقْتِصَادِ لِلْفَوَاطِیْ“ کا وہی مطلب ہوگا جو ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت مولانا پالپوری مدظلہ اگے ارقام فرماتے ہیں۔
”بلکہ علامہ ابن حجر ہمشیؒ تو اذان میں اللہ، الصلوٰۃ اور حیٰ علی الفلاح کے لام کو مطلقاً ایک الف سے زائد کھینچنا لحن خفی قرار دیتے ہیں۔ مگر ملا علی قاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں حالت وقف میں یعنی پہلاد عارض وقفی ہے، ان کے قول کو تسلیم نہیں کیا ہے، البتہ جہاں بد اصلی ہے یعنی تجکر میں جو لفظ اللہ ہے اور الصلوٰۃ خیر میں جو الصلوٰۃ ہے اس میں ابن حجر کے قول کو برقرار رکھا ہے

لہذا اذان دینے والوں کو اس کا خیال رکھنا چاہیے اور تکبیر کے لفظ اللہ کو بہت زیادہ نہیں کہینچنا چاہیے۔

دارالعلوم دیوبند کے مفتی صاحب مدظلہ اذان میں اس افراط و تفریط سے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے دارالعلوم دیوبند کے مفتی حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب دامت برکاتہم ارقام فرماتے ہیں۔

..... تو اذان صلوٰۃ میں جہر ”مدی صَوْتہ“ وغیرہ روایت کے مطابق مؤذن اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ جہر کرنا اور ”مدی صَوْتہ“ اپنی آواز کو زیادہ سے زیادہ دور تک پہنچانا شرعاً مطلوب ہوگا اس لئے اس جہر میں تحسین صوت کے لئے حدود شرع میں رہتے ہوئے مدکرنا شرعاً مطلوب ہوگا۔

اگے لکھتے ہوئے فرماتے ہیں!

”اور یہیں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب الاذان وغیرہ.....

کی عبارات سب واجب اللہ لحاظ والعل ہیں۔

حضرت مفتی صاحب مدظلہ نے مسئلہ کے متعلق چند روایات و احادیث ذکر کی ہیں انکی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”اور ان سب روایات اور عبارات و دلائل کا حاصل یہ نکلا کہ اذان کے کسی کلمہ میں کسی حرکت یا حرف کی زیادتی و کمی کے بغیر اور آواز بگاڑے بغیر ”مدی صَوْتہ“ وغیرہ دلائل کے پیش نظر اپنی بلند سے بلند آواز سے اس طرح اذان دی جائے کہ اس میں گانے کی آواز پیدا ہونے کا کوئی شائبہ نہ رہے۔ ہاں اگر تحسین صوت کے لئے تطویل نفس کرنے سے مد لغوی (یعنی حروف مدہ کو ان کی اصلی اور ذاتی وطبعی مقدار ایک الف یا دو حرکت کے برابر پڑھنا) کی صوت پیدا ہو تو اس میں مضائقہ نہ ہوگا بشرطیکہ اہل تجوید اور ائمہ مجودین کے

اصول کے خلاف اور ان کا اصطلاحی مد (مد فرعی، زائد از ایک الف) نہ ہو جائے۔
 حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی اس تحریر سے یہ وضاحت بھی ہوتی
 ہے کہ یہ مسئلہ علم تجوید و قراءت سے لا تعلق نہیں ہے اور یہ کہ اذان میں اہل تجوید
 اور ائمہ مجتہدین کے بیان کردہ اصول و ضوابط کی پابندی ضروری ہے۔
 بنگلہ دیش سے آیا ہوا ایک ذیل میں الجامعۃ العربیہ امداد العلوم فرید آباد دھاکہ
 استفاء اور اسکا جواب بنگلہ دیش سے (سرزی قعدہ ۳۱۳) لکھا ہوا ایک
 استفاء اور اس کا جواب درج کیا جاتا ہے۔

مدرسہ ہذا کے ایک استاذ مولانا عبد الحفیظ صاحب نے متعدد مسائل کے
 ضمن میں ایک سوال یہ بھی کیا ہے کہ۔
 مس۔ بعض حضرات ملا علی قاریؒ اور ابن حجر (مہتممی) کے قول اور مرقاۃ (شرح
 مشکوٰۃ) کے پیش نظر اذان کے لفظ اللہ کے لام کو ایک الف سے زائد کہنے کو
 شد و مد سے منع کر رہے ہیں، اس میں مندرجہ ذیل امور کے پیش نظر کچھ کھٹکا ہو رہا ہے
 منجملہ اذان میں اظہار اور اجہار کا مقصد معمولی ایک الف کی مقدار سے ادا
 نہیں ہو سکتا۔ زور سے آواز نکلتے ہی ایک الف ہو جاتی ہے۔ پھر اس پر بس کیا
 جائے تو آواز پھیل ہی نہیں سکے گی۔

الجواب وبالله التوفیق!

وَلَا بُاسَ بِالطَّرِيبِ فِي الْأَذَانِ وَهُوَ تَحْسِينُ الصَّوْتِ مِنْ غَيْرِ أَنْ
 يَتَغَيَّرَ فَإِنْ تَغَيَّرَ بَلَحْنٌ أَوْ مَدٌّ أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ كُرْهٌ وَقَالَ شَمْسُ الْأُمْنِيِّ
 الْحُلُوفُ إِنَّمَا يَكُرْهُ ذَلِكَ فِي مَا كَانَ مِنَ الْأَذْكَارِ أَتَانِي قَوْلُهُ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ
 وَحَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ - لَا بُاسَ فِيهِ بِأَذْخَالِ الْمَدِّ - قاضی خان علی عالمگیری جراث و فی

تنویر الأبصار ج ۱ ص ۲۹ مطبوعہ مکتبہ نفاذ دیوبند

فِي بَابِ الْإِذَانِ وَلَا لَحْنٌ فِيهِ أَيْ تَعَنَّى بِغَيْرِ كَلِمَاتٍ قَالَ فِي الدَّرِّ الْمُخْتَارِ أَيْ بِزِيَادَةِ حَرَكَةٍ أَوْ حَرْفٍ أَوْ مِدَّةٍ فِي الْأَوَّلِ وَالْأَوَّلِ خِرْكَذَانِ فِي الْفَلَاحِ (مُتَا)

یعنی اذان میں آواز کو عمدہ اور بہتر بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے اس شرط کے ساتھ کہ اذان میں کوئی تغیر پیدا نہ ہو لہذا اگر قواعد تجوید کے خلاف ادائیگی یا مد کو زیادہ کرنے یا اس کے مشابہ کسی چیز کے ارتکاب کرنے کی وجہ سے اذان میں تغیر پیدا ہو جائے تو یہ مکروہ ہوگا۔

شمس الائمہ حلوانی نے کہا ہے کہ یہ (مد کا زیادہ کرنا) اذان کے اندر مکروہ ہے۔ اور حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح میں مد کو زیادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (ترجمہ از مرتب)

فقہا کی مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ ان الفاظ میں جو اذکار کے قبیل سے ہیں (مثلاً لفظ اللہ) مد اصلی کو اس کی مقدار (ایک الف یا دو حرکت کے برابر) سے زیادہ کھینچ کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ حرف یا حرکت یا گانا نہ بن جائے۔

اس بارے میں جو ”کھٹکا“ ہے اس کے بارے میں عرض ہے کہ:-

جتنے لوگوں کو گانے کی عادت پڑ گئی ہے انکے لئے اس وقت تک اجہار حاصل نہ ہوگا جب تک کہ اپنے سانس کو ختم نہ کر دیں لیکن جنکا یہ مزاج نہ ہو اور انکی آواز بھی بلند ہو تو لفظ اللہ کے لام کو ایک الف کی مقدار کھینچنے سے انکی اذان میں اجہار حاصل ہو جاتا ہے۔

اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **يَا بَلَالُ اِنَّكَ اَنْتَ اَمَدٌ صَوْتًا مِّنْكَ** میں لفظ **اَمَدٌ صَوْتًا** سے کلمات اذان میں بیجا طول دینے کا شبہ نہ کیا جائے اس لئے کہ **اَمَدٌ صَوْتًا** کی تفسیر اہل لغت نے **اَبْعَدُ صَوْتًا** سے کی ہے

جس کا حاصل اَرْفَعُ صَوْتًا ہے۔

تفصیل کے لئے دیکھئے..... معارف السنن ج ۲ ص ۱۷۱

غرض اذان میں مقصود اچار اور رفع صوت ہے۔ جس کا تعلق پیمپیٹوں کی قوت سے ہے درازئی صوت مقصود نہیں ہے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

مندرجہ بالا جواب کے نیچے دارالعلوم دیوبند کے دارالافتاء کے تین اراکین کے دستخط ثبت ہیں..... حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند^{۱۲۲} البواب صحیح، محمد ظفر الدین۔ البواب صحیح، کفیل الرحمن نشاط۔

حضرت مولانا محمد حنیف صاحب^{۱۲۳} جو پوری۔ موجودہ دور کے ایک معتبر اور حساس

بصیرت عالم حضرت مولانا محمد حنیف صاحب جو پوری مدظلہ شیخ الحدیث و مفتی مدرسہ ریاض العلوم گورتنی جو پور سے مذکورہ مسئلہ سے متعلق دریافت کیا گیا تو موصوف نے ایک تفصیلی جواب مرحمت فرمایا۔ راقم نے مسئلہ لہذا سے متعلق ایک ابتدائی تحریر چار صفحات پر مشتمل ارسال خدمت کی تھی۔

موصوف آغاز تحریر میں ارقام فرماتے ہیں۔

” پورہ سالہ ازاں تا آخر دیکھا۔ حوالے وغیرہ تلاش کئے اور بعد مطالعہ کتب جو رائے قائم ہوئی وہ عرض کی جاتی ہے..... جس کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ مسلک حق اور مطابق جمہور وہی رائے ہے جو آپ نے پیش فرمائی ہے۔ البتہ گنجائش معمولی سی ہی سہی دوسرے پہلو کی بھی ہے لہذا صحیح صورت اور واقعی مسلک تو بیان کر دیا جائے لیکن اذان پر نیچر میں شدت نہ برتی جائے....“ حضرت مولانا آگے چل کر فرماتے ہیں۔

’نوٹ رہے کہ اس تمام تر تنقید میں دوسری طرف (یعنی مذکے قائلین کیلئے) گنجائش کا پہلو بتایا گیا ہے ورنہ اصل اور مطابق جمہور وہی بات ہے جس کو (راقم،

کے مضمون میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس کی تائید میں "السَّعَابَةُ" کی عبارت پیش ہے جس کا ظاہر و باطن دیکھنے سے دونوں پہلوؤں کی حیثیت ظاہر ہو جاتی ہے مگر پر فرماتے ہیں۔

قَوْلُهُ فَلَا يَنْقُصُ شَيْءٌ مِنْ حُرُوفِهِ الْخَرَجُ هَذَا إِظْهَارُهُ يُفِيدُ أَنَّهُ يُكْرَهُ
التَّحْنُ فِي جَمِيعِ كَلِمَاتِ الْأَذَانِ وَعَلَيْهِ الْجَمْعُ وَنُقِلَ فِي الْبَحْرِ وَغَيْرِهِ عَنِ
الْحَلَوَانِيِّ أَنَّ كَوَاهِلَهُ إِنَّمَا فِي الذِّكْرِ وَالنَّشَاءِ

أَقَالُو كَحْنٍ فِي الْخَيْطَيْنِ بَانَ زَادَ الْمَدَّ لِتَحْسِينِ الصَّوْتِ وَنَحْوَهُ فَلَا يُكْرَهُ
قُلْتُ أَيْ الْعَلَامَةُ الْكَلْبُومِيُّ وَمَا أَجْهَلُ مُؤَدِّي زَمَانًا حَيْثُ يُكْحَنُونَ فِي الْأَذَانِ
بَعْضُهُمْ يَحْنُونَ الْوَاوِي رَسُولَ اللَّهِ وَبَعْضُهُمْ يَضُمُّ الْوَاوِي فِي الرَّسُولِ - وَبَعْضُهُمْ
يَحْنُونَ الْأَلِفَ مِنَ الْكَبْرِ وَبَعْضُهُمْ يَمُدُّنَ الْيَاءَ فِي الْحَيِّ عَلَى الصَّلَاةِ وَكُلُّ ذَلِكَ كَحْنٌ
مَنْوُوعٌ بِإِلَافَاتٍ - (ص ۱۵)

قَوْلُهُ فَأَمَّا مَجْرَدُ تَحْسِينِ الصَّوْتِ أَيْ بِلَا تَغْيِيرٍ لِقِظِهِ فَهُوَ حَسَنٌ ظَاهِرٌ
عِبَارَةٌ الْخُلَاصَةُ - - - قَالَ تَحْسِينُ الصَّوْتِ لَا بَأْسَ بِهِ مِنْ غَيْرِ تَحْنٍ
وَعِبَارَةٌ قَائِلُ حَانَ حَيْثُ قَالَ فِي فَنَاءِ لَا بَأْسَ بِهَا التَّطْرِيبُ فِي الْأَذَانِ وَهُوَ
تَحْسِينُ الصَّوْتِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَغَيَّرَ يَلْحَنَ أَوْ مَدَّ أَوْ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ كَرِهَ -
يَشْهَدُ بِأَن تَرْكَهُ أَوْلى ۝

ترجمہ :- ماتن کے قول فلا ینقص الخ یعنی اذان کے حروف میں کچھ بھی کمی نہ کرے سے
بظاہر یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ اذان کے تمام کلمات میں لحن پیدا کرنا مکروہ ہے اور
یہی جہور کا مذہب ہے اور تخر و غیرہ میں شمس الائمہ حلوانی سے نقل کیا گیا ہے کہ اس
راہنہ کی کراہیت (اذان) کے ذکر و ثنا والے کلمات میں ہے۔

بہر حال اگر کوئی حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح میں لحن کرے بایں طور کہ ادا

حضرت مولانا محمد حنیف صاحب مدظلہ العالی اس عبارت کے سلسلے میں فرماتے ہیں :-

” مفید الاقوال اور فتح الملک المتعال جو تحفۃ الاطفال کی شرحیں ہیں ان سے جو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اکبر کے اسم جلالہ میں فقہاء نے سات الف کے برابر مد کرنے کی اجازت دی ہے تو اب تک باوجود تلاش لیساً کے کسی فقیہ کا قول اس طرح کا نہیں ملا۔“

مولانا موصوف اپنی تحریر کے آخر میں فرماتے ہیں۔۔۔۔۔

جیسا کہ اوپر گذرا، بعض حضرات اسباب مد میں سے ایک ضعیف سبب سبب معنوی کا سہارا لیتے ہوئے لفظ اللہ و صلاہیں مد کو جائز کہتے ہیں، اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ! **خلاصہ**

اولاً :- یہ سبب سبب ضعیف ہے ۔

ثانیاً :- یہ لائے نفی جنس میں ہے ۔ نفی میں مبالغہ کرنے کے لئے ہے جیسے لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ اور لَا مَرَدَّ وغیرہ اسی کو مد تعظیمی کہتے ہیں محقق ابن الجری نے مد تعظیمی کو لفظ اللہ میں نہیں کہا ہے ۔

ثالثاً :- یہ بطریق شاطبی اور جمہور قرار کے نزدیک معمول بہا نہیں ہے ۔

رابعاً :- یہ جمہور کے خلاف ہے ۔

خامساً :- یہ قرار سبب میں امام سادس حضرت امام حمزہ کوئی کے لئے ہے امام عاصم کوئی وغیرہ حضرات کے لئے نہیں ۔

سادساً :- اس میں امام حمزہ کے لئے تو وسط ہے ۔ طول و تطویل نہیں ۔

سابعاً :- لفظ اللہ پر (و صلاً) اکثر حضرات بصراحت نہ صرف عدم جواز کے قائل ہیں بلکہ اسے أَفْتَحُ الْبُذُنَّةَ وَأَشْدُّ الْكُرَاهَةِ قرار دیتے ہیں صرف بعض لوگ

ہیں جو سببِ ضعیف کا سہارا لیتے ہوئے مذکور کہتے ہیں اور اصول یہ ہے کہ جواز و عدم جواز میں، تحریم اور قبیح میں اختلاف کی صورت میں عدم جواز اور محرم کو ترجیح ہوتی ہے ثامناً:- ایک بات یہ بھی کہی جاتی ہے کہ لفظ اللہ (وصلماً) میں مد غلط ہوتا تو امت کا اجماع اس پر نہ ہوتا۔ کیونکہ کسی غلط امر پر امت کا اجماع نہیں ہو سکتا ہے۔ واضح ہو کہ اجماع خواص کا معتبر ہوتا ہے نہ کہ عوام کا۔ اور طبقہ خواص لفظ اللہ پر مد طول و تطویل کے سلسلے میں بالکل مجتمع نہیں ہے۔ ہر دور اور ہر دائرہ میں عرب ہو یا عجم ہر جگہ اس کے خلاف ہمیشہ لکھا گیا ہے۔ اس کے خلاف براہِ نیکر کی جاتی رہی ہے۔ مابقی میں مندرجہ تصریحات سے اس کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔

مضمون کی تائید میں ملک کے مقتدر علماء کرام کی تحریریں موصول ہوئیں جن میں سے چند تحریریں ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں۔

تائیدات

۱۔ حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمن صاحب خیر آبادی مفتی دارالعلوم دیوبند اذان پنجوقتہ نمازوں کے لئے سنتِ موکدہ اور شعارِ اسلام میں داخل ہے، عربی زبان میں مخصوص الفاظ کے ساتھ مشروع ہے جس سے فرض عین نمازوں کے وقت کا اعلان ہوتا ہے۔

سب سے پہلے صحابی رسول حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو خواب میں خواب یا وبیداری کی درمیانی حالت میں ایک فرشتے کے ذریعہ اذان کے کلمات سکھائے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب و تصدیق فرمائی انہوں نے..... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت بلالؓ کو سکھایا پھر حضرت بلال کو اذان کہنے کا حکم ہوا کیونکہ وہ بلند

آواز تھے، اور وہ اذان دینے لگے۔

اذان میں عربی زبان کے کلمات ہیں۔ ان کے تلفظ کے لئے عربی زبان میں قواعد و ضوابط مقرر ہیں، ان قواعد و ضوابط کی رعایت کرنا بہر حال ضروری ہے، ان قواعد کی رعایت کئے بغیر اذان دینا درست نہیں۔

فقہاء کرام نے امام اور مؤذن کے اوصاف یکساں ذکر کئے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ مؤذن کے لئے بھی عالم متقی ہونا بہتر ہے۔ تاکہ اذان صحیح طریقہ پر سنت کے مطابق دی جا سکے۔

آج کل ہماری بے توجہی سے عموماً ناخواندہ غیر شرعی وضع قطع رکھنے والے مؤذن اذان دیر ہے ہیں جو اذان کے احکام و مسائل سے کسیر ناواقف ہوتے ہیں، کلمات اذان کا صحیح تلفظ نہیں جانتے ہیں، ان کلمات میں ضابطے کے خلاف غیر معمولی کشش کرتے ہیں۔ اپنے سانس کی لمبائی دکھانے کے لئے اس درجہ کھینچتے ہیں کہ اذان میوزک اور گانے کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہے، ٹیپ رکارڈ اور ریڈیو پر آنے والی اذانوں کی نقل سے اور زیادہ بے اعتدالی آگئی ہے، سادہ اذان کا رواج ختم ہو گیا ہے، لاپنا، راگ میں راگ نکالنا اور گانے کی نقل کرنا مستقل مزاج بن گیا ہے جس سے اذان کی روح جاتی رہی۔

ستم بالائے ستم کہ اس طرح غلط دی جانے والی اذانوں کی اصلاح نہیں کی جاتی بلکہ ایسی اذانوں کی اور تحسین کی جاتی ہے، یہ مرض عام ہو رہا ہے، عوام و خواص، شہروں اور قصبات میں حتیٰ کہ دیہاتوں میں بھی پھیل چکا ہے، ضرورت ہے کہ اہل علم اس کی اصلاح کی طرف توجہ کریں، اور اس بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کریں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مصلح الامت حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب

(ہردوئی) دامت برکاتہم کو وہ ایک عرصے سے اس کی اصلاح کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، اب عزیز محترم مولانا قاری ابوالحسن صاحب اعظمی سلمہ نے ان کی کوشش کو آگے بڑھانے اور اصلاح اذان کے پروگرام کو پورے ملک اور بیرون ملک میں پھیلانے کے لئے کتابچہ کی شکل میں تحریر فرمادیا ہے۔ عزیز موصوف نے اذان میں ہونے والی غلطیوں کو بڑی تفصیل کے ساتھ دلائل کی روشنی میں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ اور مآثر اللہ اپنی کوشش میں کامیاب ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کتابچہ کو لوگوں کے لئے اپنی اپنی اذانوں کی اصلاح کا ذریعہ بنائے، اسے سجدہ مقبول اور نفع بخش بنائے اور مولف کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے (آمین) فقط

حبیب الرحمن خیر آبادی عفا اللہ عنہ، خادم دار الافتاء دار العلوم دیوبند
اربع الاول ۱۴۱۳ھ



۲۔ حضرت مولانا مفتی محمد حنیف صاحب مدظلہ مفتی مدرسہ ریاض العلوم گورنمنٹی جوہنپور
مضمون کو بغور دیکھا گیا، مآثر اللہ غیب کاوش فرمائی ہے، اس بے بضاعت کی رائے میں انھوں نے جو آجنگاب نے تحریر فرمایا ہے..... اعمال تو اس کا تا حد امکان ہونا چاہیئے، حضرت مفتی صاحب کی مزید مفید تحریر بھیجئے مضمون میں شامل ہے۔

(ناکارہ) محمد حنیف غفرلہ
خادم مدرسہ ریاض العلوم گورنمنٹی جوہنپور

۱۵/۱/۱۴۱۴ھ



حضرت مولانا مفتی ظفر الدین صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّوْهُ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى
 آج کل اذان کے کلمات میں ضرورت سے زیادہ کھینچ تان کا رواج پڑ گیا ہے جس سے علماء اسلام نے روکا ہے اور ناپسندیدہ قرار دیا ہے، آج بھی کچھ پرانے علماء اس کھینچ و تان کو جو قاعدہ کے خلاف ہے، پسند نہیں کرتے ہیں، دارالافتاء سے اس سلسلہ میں برابر لکھا جا رہا ہے کہ اعتدال پیدا کیا جائے اور مروج طریقہ نیند کیا جائے۔

اذان میں اس کھینچ تان کا تعلق تجوید سے بھی ہے، اس لئے دارالعلوم دیوبند کے مشہور مجدد مولانا قاری ابوالحسن صاحب عظمیٰ زید مجدد سے بھی سوال کیا گیا تھا، قاری صاحب موصوف ماشاء اللہ فاضل دیوبند بھی ہیں اور بہت ساری کتابوں کے مصنف بھی ہیں، انھوں نے محنت کر کے اس کا جواب لکھا ہے اور اس کو ایک کتابچہ کی شکل دیدی ہے جو ماشاء اللہ اچھا کتابچہ ہے۔

خاک رنے سرسری طور پر اسے دیکھا اور استفادہ کیا، دل سے دعائیں نکلیں، مختصر یہ کہ قاری صاحب موصوف کی یہ خدمت لائق صد تبریک و تہنیت ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین یا رب العالمین

طالب دعار محمد ظفر الدین غفرلہ

مفتی دارالعلوم دیوبند

۶ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ

۲۔ حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب مفتی مدد قاسمہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

نصدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ وَکَعْدُ۔ الْحَمْدُ اَج ۳ صفر ۱۴۱۲ھ کو.....

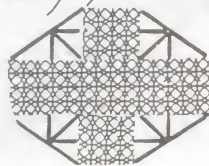
حضرت اقدس قاری ابوالحسن صاحب دامت برکاتہم استاد مجتہد دارالعلوم دیوبند کی تحریر از اول تا آخر دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت قاری صاحب مدظلہ نے مختلف مشائخ علمائے تحریرات نقل فرمائی ہیں، ان میں سے بعض اکابر ایک الف سے زائد کھینچنے کی اجازت دیتے ہیں اور بعض اس کو بیچ اور ممنوع قرار دیتے ہیں۔ مگر سخن اور راگ کو ان میں سے کوئی بھی جائز نہیں سمجھتے ہیں۔ اس خاکسار نے حضرات فقہاء اور قراء کا جو مقصد سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ اذان میں راگ اڈ گانے کی آواز سے احتراز لازم ہے اور ساتھ ساتھ بمقتضی قول رسولؐ اندای صوتاً، تحسین صوت و رفع صوت بھی اصل مقصد ہے۔ نیز شریعت میں افراط و تفریط جائز نہیں اعتدال مقصود ہے..... لہذا اگر راگ سے احتراز کر کے بعض رفع صوت ایک الف سے زائد دو الف تک کھینچ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس لئے جو مؤذن راگ اور گانے کی آواز سے احتراز کر کے محض تحسین صوت اور رفع صوت کے لئے آواز کو دو الف سے بڑھا تا ہے اس پر شدت و نیکر مناسب نہیں البتہ دو الف سے زائد نہ ہونا چاہیئے۔ البتہ جو مؤذن آواز میں راگ پیدا کرتا ہے وہ قابل نیکر ہے۔ بایں بنا حضرت قاری صاحب موصوف کی نقل کردہ عبارات اور آراء میں سے اس خاکسار کے نزدیک دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ زیادہ مناسب ہے۔ اور اب حرمین شریفین میں بھی بلا کسی تکلف اور راگ کے اذان دی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت قاری صاحب مدظلہ کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے فقط

شبیر احمد عفا اللہ عنہ

دارالافتاء مدد قاسمہ شاہی مراد آباد

۳ صفر ۱۴۱۲ھ



اغلاط اذان واقامت

(مولانا محمد افضل حسین بستوی مدرس دارالعلوم الاسلامیہ بستی)

(۱) اللہ کو اللہ (یعنی بالمد) پڑھنا۔ (۲) اللہ کے لام کو ایک الف سے زیادہ
 کہینچنا (۳) اللہ کے ہار کے پیش کو مجھول پڑھنا (۴) اکبر کو اکبر بالمد پڑھنا
 (۵) اکبر کو اکبار (بار کے بعد الف پڑھنا) (۶) اکبر کو اکبر (ضمہ کے ساتھ)
 پڑھنا (۷) اکبر کی را کو پرنہ پڑھنا (۸) اَشْهَدُ کو اَشْهَدُ (بالالف) پڑھنا (۹) اَشْهَدُ
 کے وال کے پیش کو مجھول پڑھنا (۱۰) اَنْ کے نون کو لا کے لام میں نہ ملانا (۱۱) لا کو چار
 الف سے زیادہ کہینچنا (۱۲) اِلَہ کے الف کو ایک الف سے زیادہ کہینچنا (۱۳) اِلَّا اللہ
 میں اللہ کے الف کو پانچ الف سے زیادہ کہینچنا (۱۴) مُحَمَّدٌ کی تنوین کو رسول اللہ
 کی را میں نہ ملانا (۱۵) رَسُوْل کے واو کو ایک الف سے زیادہ کہینچنا (۱۶) رسول اللہ میں
 اللہ کے الف کو پانچ الف سے زیادہ کہینچنا (۱۷) حَتَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کو حَتَّی لَا الصَّلٰوۃ
 پڑھنا (۱۸) حَتَّی لَا الصَّلٰوۃ پڑھنا (۱۹) عَلَی الصَّلٰوۃ میں الصَّلٰوۃ کے الف کو پانچ الف
 سے زیادہ کہینچنا (۲۰) الصَّلٰوۃ کی ہا کو حذف کر دینا (۲۱) حَتَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کو
 حَتَّی لَا الصَّلٰوۃ پڑھنا (۲۲) حَتَّی لَا الصَّلٰوۃ پڑھنا (۲۳) الصَّلٰوۃ کے الف کو پانچ
 الف سے زیادہ کہینچنا (۲۴) الصَّلٰوۃ کے حا کو حذف کر دینا (۲۵) الصَّلٰوۃ خیر میں
 الصَّلٰوۃ کے الف کو ایک الف سے زیادہ کہینچنا (۲۶) الصَّلٰوۃ کی تا کے پیش کو مجھول
 پڑھنا (۲۷) الصَّلٰوۃ کی تا کو کہینچنا (۲۸) خَیْر کی یار کو مجھول پڑھنا (۲۹) خَیْر کی
 را کو پرنہ کرنا (۳۰) النِّوَم کے واو کو پانچ الف سے زیادہ کہینچنا۔ (۳۱) النِّوَم کے

واو کو مجہول پڑھنا (۳۲) تَرْشِلْ نہ کرنا، یعنی دو کلموں کے درمیان بقدر جواب نہ ٹھہرنا۔

اغلاط اقامت

- (۱) اَكْبَرُ کو اَكْبَرُ (بالضم) پڑھنا (۲) اِلَّا اللّٰهُ کو اِلَّا اللّٰهُ (بالضم) پڑھنا (۳) رَسُوْلُ اللّٰهِ کو رَسُوْلُ اللّٰهِ (ہار کو زیر دے کر) پڑھنا (۴) حَيٌّ عَلٰی الصَّلٰوة کو حَيٌّ اِلَّا الصَّلٰوة پڑھنا (۵) الصَّلٰوة کو الصَّلٰوة (تار کو زیر دے کر) پڑھنا (۶) حَيٌّ اِلَّا الصَّلٰوة پڑھنا (۷) حَيٌّ عَلٰی الصَّلٰوة کو حَيٌّ اِلَّا الصَّلٰوة پڑھنا (۸) اَفْلَاحُ کو اَفْلَاحُ (ہار کو زیر دے کر) پڑھنا (۹) حَيٌّ اِلَّا اَفْلَاحُ پڑھنا (۱۰) قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة کو قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوة (تار کو ضمہ دے کر) پڑھنا۔ (۱۱) ہر کلمہ پر ٹھہرنا۔
- کلمات اذان و اقامت کو وصل کرتے ہوئے آخری حرف پر کوئی اعراب نہ ظاہر کئے جائیں، سب کلمات ساکن و مجزوم ہیں (کنز العمال ج ۱ ص ۱۵۱)

نجات کے استحضار زندگی میں صراطِ انوار
تقریریں دلچسپی کیلئے
حضرت تھانویؒ کے

پسندیدہ واقعات

چشم تعلیمات دینی

- ۱۔ جس نے کہنا مانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس نے کہنا مانا اللہ تعالیٰ کا۔ (پ ۵، ع ۸)
- ۲۔ وہ شخص ہماری جماعت سے خارج ہے جو ہمارے کم عمر پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑی عمر والے کی عزت نہ کرے اور نیک کام کرنے کی نصیحت نہ کرے اور بُرے کام سے منع نہ کرے (ترندی شریف)
- ۳۔ وہ شخص ملعون ہے جو کسی مسلمان بھائی کو مالی یا جانی نقصان پہنچائے یا فریب کرے (ترندی شریف)
- ۴۔ دنیا میں اس طرح رہو جیسے مسافر رہتا ہے (جامع الصغیر)
- ۵۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔ بچائی
- ۶۔ باپ کی ناراضگی کا وبال دنیا میں بھی آتا ہے (مشکوٰۃ شریف)
- ۷۔ غنیمت سمجھو پانچ چیزوں کو پانچ چیزیں آنے سے پہلے۔
 - زندگی کو موت سے پہلے
 - تندرستی کو بیماری سے پہلے
 - فراغت کو مشغولی سے پہلے
 - جوانی کو بڑھاپے سے پہلے
 - مالداری کو فقر سے پہلے (جامع الصغیر)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وہ دنیا میں شہر کو نہیں پیا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ آج
جو شہر آتا ہے دنیا میں کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان ہے

محمد بن عبد اللہ
نصیر آباد
سنہ ۱۴۰۲ھ

کتبہ مولانا راجہ

القول العزیز

وقتِ عمل کب گاہیم کس انتظار میں

اب بھی ہے کیا کوئی کسرتِ افتقار میں

جب کہ خُدا یہ تھی نظرِ کچھ نہ تھا دشمنوں کا ڈر

دس بھی ہوئے تو بے خطر گھس گئے ہم نہ اڑیں

رنگِ لیبوں پہ زمانے کی نہ جانائے دل

یہ خزاں ہے جو باندازِ بہار آتی ہے

مجدد بے خوف و اندیشہ

وساوس جمع آتے ہوں اس کا ہنم کیوں
عربٹ اپنے جی کو جلانا بُرا ہے
خبر تجھ کو اتنی بھی ناداں نہیں ہے
وساوس کا لانا کہ آنا بُرا ہے

مجدد رب العالمین